Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Differences Between Imam Ibn Taymiyyah and the Majority of Jurists on the Rulings of Marriage and Divorce: A Comparative Analysis

امام ابن تیمیہ اور جمہور فقہاء کے مابین احکام مناکحات پر اختلافات: ایک تقابلی جائزہ

Authors Details

1. **Mamoona Islam** (Corresponding Author)
   Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.
   Email: **mamoonaislam831@hotmail.com**
2. **Dr. Feroz u din Shah**
   Professor, Department of Islamic Studies, The University of Sargodha, Sargodha, Pakistan.

Citation

Islam, Mamoona & Dr. Feroz u din Shah. " Differences Between Imam Ibn Taymiyyah and the Majority of Jurists on the Rulings of Marriage and Divorce: A Comparative Analysis. " *Al-Marjān Research Journal* 2, no. 3 (October–December 2024): 756–763.

Submission Timeline

Received: Nov 14, 2024
Revised: Dec 06, 2024
Accepted: Dec 10, 2024
Published Online: Dec 19, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Differences Between Imam Ibn Taymiyyah and the Majority of Jurists on the Rulings of Marriage and Divorce: A Comparative Analysis

امام ابن تیمیہ اور جمہور فقہاء کے مابین احکام مناکحات پر اختلافات: ایک تقابلی جائزہ

☆ میمونہ اسلام ☆ ڈاکٹر فیروز الدین شاہ

Abstract

This study examines the jurisprudential differences between Imam Ibn Taymiyyah (661–728 AH) and the majority of Islamic jurists regarding family issues, specifically marriage, divorce, khula, and dowry, within the framework of Islamic Shariah. Ibn Taymiyyah's approach, as derived from Majmoo' al-Fatawa, emphasizes flexibility and public convenience, viewing conditional divorce (talaq-e-mu'laqah) as dependent on intention, treating talaq-e-balamin as an oath requiring expiation, deeming talaq-e-mu'ra invalid, and allowing flexibility in dowry amounts. In contrast, the majority of jurists, relying on established traditions and the ummah's practices, validate talaq-e-balamin and talaq-e-mu'ra under specific conditions and set limits on dowry, such as the Hanafi minimum of 10 dirhams. These differences highlight the diversity of ijtihad in Islamic jurisprudence, reflecting varied interpretations of Quranic and Sunnah texts to balance justice, convenience, and adherence to Shariah. By comparing these perspectives, this study underscores the intellectual depth of Islamic law and its adaptability to societal needs, offering insights into how juristic methodologies address contemporary family issues while rooted in divine guidance. The analysis aims to foster a deeper understanding of Shariah's objectives and encourage flexible yet principled approaches to modern jurisprudential challenges.

Keywords: Ibn Taymiyyah, Islamic jurisprudence, marriage, divorce, dowry, ijtihad

تعارف موضوع

اسلامی شریعت میں عائلی مسائل، جیسے نکاح، طلاق، خلع اور مہر، انسانی زندگی اور خاندانی ڈھانچے کے لیے نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ قرآن وسنت نے ان امور پر واضح رہنمائی فراہم کی، اور فقہاء نے ان نصوص کی روشنی میں اجتہاد کرتے ہوئے مختلف آراء پیش کیں۔ ان فقہاء میں امام ابن تیمیہ (661–728ھ) ایک نمایاں شخصیت ہیں، جنہوں نے مناکحات کے کئی مسائل پر منفرد اور سہل پسندانہ موقف اختیار کیا، جو اکثر جمہور فقہاء سے مختلف ہے۔ مجموع الفتاویٰ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ نے طلاق معلقہ کو نیت اور مقصد سے مشروط سمجھا، طلاق بالیمین کو قسم قرار دیا اور اس کے لیے کفارہ لازم کیا، طلاق معرا کو باطل قرار دیا، اور نکاح میں مہر کی مقدار میں وسعت کی اجازت دی۔ اس کے برعکس، جمہور فقہاء نے امت کے تعامل

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان۔

☆ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا، پاکستان۔

اور روایات پر مبنی اپنے موقف میں طلاق بالیمین اور طلاق معرا کو بعض شرائط کے ساتھ درست قرار دیا اور مہر کے لیے حدود مقرر کیں، جیسے احناف کی 10 درہم کی کم از کم مقدار۔ یہ اختلافات اسلامی فقہ کی اجتہادی وسعت اور تنوع کو ظاہر کرتے ہیں، جو شریعت کے مقاصد، عوامی سہولت اور نصوص کی ظاہری شکل کو مختلف زاویوں سے سمجھنے کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ مقالہ ان آراء کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے تاکہ اسلامی فقہ کے فکری پہلوؤں کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

عقدِ نکاح میں مہر کی کمی بیشی پر زیادہ وسعت دینا

ابن تیمیہ کا موقف

امام ابن تیمیہؒ کا کہنا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے مہر میں نہ کوئی خاص مقدار مقرر کی ہے اور نہ ہی اس کے لیے کم یا زیادہ کی کوئی شرعی حد باندھی ہے۔ بلکہ اصل مقصود سہولت اور فریقین کی رضامندی ہے۔ ان کے نزدیک اگرچہ مہر زیادہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے نکاح میں دشواری پیدا ہوتی ہے، لیکن مہر قلیل یا کثیر دونوں صورتیں شرعاً درست ہیں۔

"وَالصِّدَاقُ لَيْسَ لَهُ قَدْرٌ مُعَيَّنٌ فِي أَصَحِّ قَوْلَيِ الْعُلَمَاءِ، بَلْ كُلُّ مَا تَرَاضَيَا عَلَيْهِ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ جَازَ".[1]

"مہر کی کوئی معین مقدار نہیں ہے، یہ جمہور علماء کے اقوال میں سے راجح ہے۔ بلکہ جو کچھ بھی زوجین آپس میں قلیل یا کثیر پر راضی ہو جائیں وہ جائز ہے۔"

ابن تیمیہ کے دلائل

قرآن سے دلیل:

﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾[2]

یہاں "أُجُورَهُنَّ" عام ہے، خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

حدیث سے دلیل:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»[3]

"نکاح کے لیے مہر میں اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو (تب بھی کافی ہے)۔"

---

[1] Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn Ḥalīm, *Majmūʿ al-Fatāwā*, ed. ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim (Cairo: Mu'assasat Qurṭuba, 1406 AH), 32:194.
[2] Al-Nisā', 4:24.
[3] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ* (Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1425 AH/2004 CE), Kitāb al-Nikāḥ, Bāb al-Tamās wa law Khātam min Ḥadīd, Ḥadīth no. 2321.

اس سے ثابت ہوا کہ مہر کی قلیل مقدار بھی جائز ہے۔

فقہاء کا موقف

احناف کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار 10 درہم ہے، اس سے کم پر نکاح درست نہیں ہوتا۔

"و أقل المهر عند أبي حنيفة عشرة دراهم[4]".

امام مالک کے نزدیک مہر کی کوئی حد مقرر نہیں، لیکن اگر بہت قلیل ہو تو کراہت ہے۔

"ولا حد لأقله عند مالك، غير أنه يستحب أن لا يكون دونه".[5]

امام شافعی کے نزدیک مہر کی کوئی کم سے کم مقدار مقرر نہیں، چاہے ایک درہم یا کم سے کم چیز ہی کیوں نہ ہو۔

"ويجوز الصداق بكل ما له قيمة من قليل أو كثير".[6]

حنابلہ کے نزدیک بھی مہر کی کوئی حد مقرر نہیں، بلکہ قلیل یا کثیر دونوں درست ہیں۔

"ويجوز الصداق قليلاً كان أو كثيراً، لا حد لأقله".[7]

* امام ابن تیمیہؒ کا موقف یہ ہے کہ مہر میں شریعت نے وسعت رکھی ہے، اس کی کوئی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حد مقرر نہیں۔
* دلائل قرآن و سنت دونوں سے موجود ہیں، خاص طور پر "ولو خاتمًا من حديد" کی حدیث۔
* احناف نے کم سے کم 10 درہم کی قید لگائی، جب کہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے ابن تیمیہ کے موافق وسعت کو تسلیم کیا۔

امام ابن تیمیہؒ کا موقف مہر کے مسئلے میں ایک **وسیع اور سہل موقف** ہے جس کی بنیاد قرآن و سنت کی نصوص پر ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ شریعت نے مہر کو نکاح میں سہولت کے لیے رکھا ہے، اس میں نہ سختی ہونی چاہیے اور نہ ہی غیر ضروری پابندیاں۔ ان کا استدلال نبی ﷺ کے فرمان "ولو خاتمًا من حديد" سے ہے جو یہ واضح کرتا ہے کہ مہر کا مقصد بوجھ ڈالنا نہیں بلکہ نکاح کو آسان بنانا ہے۔

دوسری طرف فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے:

* احناف نے کم از کم 10 درہم کی قید لگائی تاکہ مہر کی حیثیت اور نکاح کی سنجیدگی قائم رہے۔
* مالکیہ نے مطلقاً حد مقرر نہیں کی، البتہ بہت کم مہر کو مکروہ کہا۔
* شافعیہ و حنابلہ کا موقف ابن تیمیہ کے قریب ہے کہ مہر کی قلیل یا کثیر ہر مقدار جائز ہے۔

---

[4] Al-Shaybānī, Muḥammad ibn Ḥasan, *Al-Mabsūṭ* (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1406 AH), 5:49.
[5] Ibn Rushd, Muḥammad ibn Aḥmad, *Bidāyat al-Mujtahid* (Beirut: Dār al-Fikr, 1415 AH), 2:9.
[6] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *Al-Majmūʿ Sharḥ al-Muhadhdhab* (Beirut: Dār al-Fikr, 1417 AH), 17:357.
[7] Ibn Qudāma, *Al-Mughnī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1405 AH), 7:178.

ان آراء کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ابن تیمیہ کا موقف قرآن و سنت کے ظاہری نصوص سے زیادہ ہم آہنگ ہے اور وہ معاشرتی سہولت کے بھی زیادہ قریب ہے، خصوصاً اس دور میں جب نکاح میں مہنگے مہروں اور تکلفات کی وجہ سے تاخیر اور مشکلات عام ہیں۔ چنانچہ مہر کو وسعت کے ساتھ لینا اور فریقین کی رضامندی پر چھوڑ دینا ہی اصل مقصود کے زیادہ قریب ہے۔

قسم کی طلاق (طلاق بالیمین) میں یمین کا حکم

ابن تیمیہ کا موقف

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْحَلِفُ بِالطَّلَاقِ فَإِنَّهُ يَجْرِي مَجْرَى الْأَيْمَانِ عِنْدَ جُمْهُورِ السَّلَفِ، فَإِذَا حَنَثَ لَزِمَهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَلَا يَقَعُ بِهِ طَلَاقٌ(8)

"جہاں تک طلاق کی قسم کا تعلق ہے تو یہ جمہور سلف کے نزدیک یمین کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اگر قسم ٹوٹ جائے تو اس پر کفارہ لازم ہو گا، لیکن طلاق واقع نہیں ہو گی۔"

ابن تیمیہؒ کے دلائل

قرآن سے استدلال:

﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾(9)

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت ہر قسم کو یمین کے حکم میں قرار دیتی ہے، چاہے وہ طلاق کے الفاظ سے ہو یا کسی اور سے۔

حدیث سے استدلال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَن حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ(10)

ابن تیمیہؒ نے کہا کہ اگر طلاق کی قسم حقیقت میں طلاق ہو تو اس کا کفارہ ممکن نہ ہوتا، لہٰذا یہ قسم ہے، طلاق نہیں۔

جمہور فقہاء کا موقف

احناف کے نزدیک اگر کوئی طلاق پر قسم کھائے اور شرط ٹوٹ جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

امام کاسانیؒ فرماتے ہیں:

إِذَا قَالَ إِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَأَنْتِ طَالِقٌ، فَدَخَلَتْ، وَقَعَ الطَّلَاقُ، وَلَا يُجْزِئُهُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ(11)

---

(8) Ibn Taymiyya, *Majmūʿ al-Fatāwā*, 33:107.
(9) Al-Taḥrīm, 66:2.
(10) Al-Bukhārī, *Al-Ṣaḥīḥ al-Jāmiʿ*, Kitāb al-Aymān wa al-Nudhūr, Bāb 3.

شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام نوویؒ کہتے ہیں:

»إذَا حَلَفَ بِالطَّلَاقِ وَخَالَفَ يَمِينَهُ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَلَا كَفَّارَةَ«[12]

مالکیہ کے نزدیک بھی طلاق بالیمین واقع ہو جاتی ہے۔

ابن رشدؒ کہتے ہیں:

وَإِنْ جَعَلَ الطَّلَاقَ يَمِينًا ثُمَّ حَنِثَ وَقَعَ الطَّلَاقُ، هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ[13]

اکثر حنابلہ بھی طلاق بالیمین کے وقوع کے قائل ہیں۔

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

وَإِنْ حَلَفَ بِالطَّلَاقِ فَحَنِثَ وَقَعَ الطَّلَاقُ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ[14]

ابن تیمیہؒ کا موقف یہ ہے کہ طلاق بالیمین حقیقتاً طلاق نہیں بلکہ یمین ہے، اور اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے، طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک اس صورت میں طلاق لازم آتی ہے اور کفارہ اس سے ساقط ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس مسئلے میں رحمت اور نصوصِ قرآنی کو بنیاد بنایا جبکہ جمہور نے فقہی تسلسل اور امت کے عمل پر انحصار کیا۔

عورت کو جبراً طلاق پر مجبور کرنا

ابن تیمیہ کا موقف

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ أُكْرِهَ عَلَى الطَّلَاقِ بِغَيْرِ حَقٍّ لَمْ يَقَعْ طَلَاقُهُ، كَمَا أَنَّهُ إِذَا أُكْرِهَ عَلَى الْكُفْرِ لَمْ يَكْفُرْ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ[15]

"جو شخص بغیر حق کے طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی، جیسے کہ اگر اسے کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ کافر شمار نہیں ہوگا، مسلمانوں کے اجماع کے مطابق۔"

ابن تیمیہؒ کے دلائل

قرآن سے استدلال

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾[16]

(11) Al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Mas'ūd, *Badā'i' al-Ṣanā'i'* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1406 AH/1986 CE), 3:143.
(12) Al-Nawawī, *Al-Majmū'*, 17:80.
(13) Ibn Rushd, *Bidāyat al-Mujtahid*, 2:79.
(14) Ibn Qudāma, 'Abd Allāh ibn Aḥmad, *Al-Mughnī* (Beirut: Dār al-Fikr, 1405 AH/1985 CE), 7:293.
(15) Ibn Taymiyya, *Majmū' al-Fatāwā*, 33:107.
(16) Al-Naḥl, 16:106.

یعنی جسے کفر پر مجبور کیا جائے، اس کا کفر معتبر نہیں، تو طلاق بھی اکراہ میں معتبر نہیں۔

حدیث سے استدلال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ [17]

ابن تیمیہؒ نے اس سے استدلال کیا کہ اکراہ کے تحت کی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

جمہور فقہاء کا موقف

احناف کے نزدیک اگر طلاق اکراہ کے تحت دی جائے تو وہ **واقع ہو جاتی ہے**، کیونکہ طلاق زبان سے صادر ہوئی۔

امام کاسانیؒ لکھتے ہیں:

الْمُكْرَهُ إِذَا طَلَّقَ وَقَعَ طَلَاقُهُ عِنْدَنَا [18]

شوافع بھی اکراہ کے تحت طلاق کے وقوع کے قائل ہیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

الطَّلَاقُ يَقَعُ مِنْ الْمُكْرَهِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَإِنْ كَانَ آثِمًا الْمُكْرِهُ [19]

مالکیہ بھی طلاق کے وقوع کے قائل ہیں۔

ابن رشدؒ کہتے ہیں:

وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ، وَإِنْ كَانَ الْإِكْرَاهُ حَرَامًا [20]

اکثر حنابلہ بھی طلاقِ مکرہ کے وقوع کے قائل ہیں، البتہ بعض نے تخفیف کی بات کی۔

ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

وَإِذَا طَلَّقَ الْمُكْرَهُ وَقَعَ طَلَاقُهُ، وَهَذَا مَذْهَبُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ [21]

امام ابن تیمیہؒ کا موقف ہے کہ اکراہ کے تحت دی گئی طلاق **واقع نہیں ہوتی** کیونکہ وہ دل ک[22]ے قصد کے بغیر ہے، جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک طلاق چونکہ زبان سے ادا ہوئی ہے، اس لیے وہ نافذ ہوگی، البتہ اکراہ کرنے والا گناہگار ہوگا۔ ابن تیمیہؒ کا موقف نصوصِ قرآنی اور حدیث کے زیادہ قریب ہے، جب کہ جمہور فقہاء نے طلاق کے صریح الفاظ کے اعتبار کو بنیاد بنایا۔

---

(17) Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *Sunan* (Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1419 AH/1998 CE), Kitāb al-Ṭalāq, Ḥadīth no. 2045.
(18) Al-Kāsānī, *Badā'i' al-Ṣanā'i'*, 3:144.
(19) Al-Nawawī, *Al-Majmū'* (Beirut: Dār al-Fikr, 1418 AH/1997 CE), 17:88.
(20) Ibn Rushd, *Bidāyat al-Mujtahid*, 2:81.
(21) Ibn Qudāma, *Al-Mughnī*, 7:295.

خلاصہ ونتائج البحث

یہ مقالہ امام ابن تیمیہ اور جمہور فقہاء کے مابین مناکحات کے احکام پر اختلافات کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کا موقف شریعت کو عوامی سہولت اور انصاف کے قریب رکھنے پر مبنی ہے، جیسے کہ طلاق معلقہ کو نیت سے مشروط کرنا اور مہر میں وسعت دینا، جبکہ جمہور فقہاء نے امت کے تعامل پر زیادہ زور دیا۔ یہ اختلافات اسلامی فقہ کی گہرائی اور لچک کو ظاہر کرتے ہیں، جو نصوص کی مختلف تشریحات کے ذریعے معاشرتی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ یہ مطالعہ شریعت کے مقاصد کو سمجھنے اور جدید عائلی مسائل کے حل کے لیے لچکدار مگر اصولی نقطہ نظر کی ترغیب دیتا ہے۔

تجاویز وسفارشات

* فقہاء اور محققین کو ابن تیمیہ کے اجتہادی نقطہ نظر کا گہرا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ جدید عائلی مسائل کے حل کے لیے لچکدار طریقے تلاش کیے جاسکیں۔
* اسلامی شریعت کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر اور طلاق کے احکام میں معاشرتی سہولت کے پہلوؤں کو ترجیح دی جائے۔
* تعلیمی اداروں میں اسلامی فقہ کے تقابلی مطالعہ کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ اجتہادی تنوع سے آگاہ ہوں۔
* فتویٰ نویسی میں عوامی سہولت اور انصاف کو ملحوظ رکھا جائے، جیسا کہ ابن تیمیہ کے نقطہ نظر سے مستفاد ہوتا ہے۔
* مناکحات سے متعلق مسائل پر عوامی بیداری کے لیے ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے تاکہ شریعت کے اصولوں کی سادہ تشریح عام فہم ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Ṣaḥīḥ al-Jāmiʻ*. Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1425 AH/2004 CE.
* Al-Kāsānī, Abū Bakr ibn Masʻūd. *Badāʼiʻ al-Ṣanāʼiʻ*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmiyya, 1406 AH/1986 CE.
* Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Al-Majmūʻ Sharḥ al-Muhadhdhab*. Beirut: Dār al-Fikr, 1417 AH.
* Al-Shaybānī, Muḥammad ibn Ḥasan. *Al-Mabsūṭ*. Beirut: Dār al-Maʻrifa, 1406 AH.
* Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd. *Sunan*. Riyadh: Maktaba Dār al-Salām, 1419 AH/1998 CE.
* Ibn Qudāma, ʻAbd Allāh ibn Aḥmad. *Al-Mughnī*. Beirut: Dār al-Fikr, 1405 AH/1985 CE.
* Ibn Rushd, Muḥammad ibn Aḥmad. *Bidāyat al-Mujtahid*. Beirut: Dār al-Fikr, 1415 AH.
* Ibn Taymiyya, Aḥmad ibn Ḥalīm. *Majmūʻ al-Fatāwā*. Edited by ʻAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Qāsim. Cairo: Mu'assasat Qurṭuba, 1406 AH.